خواتین کے ساتھ ناروا امتیازات (CEDAW) کے انسداد کی تجویز☆

طوبیٰ کرمانی

موضوع

قرارداد کی ماہیت، اس کے اصل اور ان عناصر پر بحث جو مختلف موجودہ معاشروں کے فطری اور ثقافتی اقدار کے خلاف ہیں۔

خلاصہ

قرارداد برائے انسداد نارروائی زنان بہ ہر جہت کو عالمی قراردادوں میں ایک نہایت ہی اہم مقام حاصل ہے۔ اس قرارداد نے اپنی اساس صنف نازک سے متعلق اپنے اصل اصول، اسی سے متعلق اپنی بصیرت اور مردوں اور عورتوں میں بلا کسی فرق کے برابری کے اصول پر رکھی ہے۔

اس قرارداد کی دفعہ ۱۔ کی رو سے موجودہ قانونی نظام، تعلیم و معاشرہ میں موجود عورتوں کے خلاف کسی طرح کی نارروائی کو ان کے حقوق کی خلاف ورزی کے تحت شمار کیا جائے گا۔ مغربی تہذیب اپنے اس اصول پر زور دیتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں (ایک ہی طرح کی) مخلوق ہیں، حالانکہ اس کے ساتھ وہ اس بات کو اپنے دائرہ تصور میں نہیں لاتی ہے کہ انسان، مرد و عورت، کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اس کے ساتھ موجودہ قرارداد جس کے عناصر مغربی تہذیب کے عناصر سے اخذ کئے گئے ہیں جیسے کہ انفرادیت کا اصول، آزادی اور انفرادی حقوق، اس بات پر توجہ نہیں دیتی ہے کہ انسان کی زندگی کے حدود اس کے اخلاقی اقدار اور سماجی مقاصد سے بھی وابستہ ہیں۔ یہ قرارداد ہر معاشرہ کو سب کے حقوق اور ان کی آزادی کی حفاظت بغیر کسی طرح کے جنسی فرق کے تصور کے، کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ اسی طرح یہ قرارداد عورتوں کے دائرہ عمل پر انکے جنسی فرق کے باوجود کسی بھی طرح کی روک لگانے کی بھی مخالف ہے۔ ان ہی حقائق کی روشنی میں اس مقالہ میں پہلے اس قرارداد کے

☆ Convention on the Elimination of all Forms of Discrimination against Women

تکمیلی مرحلوں اور پھر اُس کے اصولوں اور اس کے بعد اس کو منطبق کرنے اور اس کو منظوری دینے، اسے اپنانے اور اس کی دفعات کو لاگو کرنے کے نتیجہ میں عائد ہونیوالی ذمہ داریوں کا تجزیہ کیا جائے گا۔

اہم اصطلاحات

قرارداد (Convention)	ناروائی / بھید بھاؤ (Discrimination)	عدم توافق (Discord)
مساوات (Equality)	یکسانیت (Uniformity)	خاندان (Family)

تاریخ کی نظر سے توضیح

بیسویں صدی کے اوائل تک مختلف مغربی نظاموں نے عورتوں کے حقوق پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ ۱۹۱۸ میں انگلستان میں اور ۱۹۲۰ میں امریکہ میں پہلی بار عورتوں کو حق رائے دہندگی اور انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ اور اس کے بعد ۱۹۴۸ میں عالمی اعلامیہ برائے انسانی حقوق نے پہلی بار مرد اور عورتوں کے لئے مساوی حقوق کی بات کی۔ پھر نومبر ۱۹۶۷ میں اقوام متحدہ کے ہائی کمیشن نے عورتوں کے خلاف ہر طرح کی ناروائی (بھید بھاؤ) کے انسداد کی قرارداد کے اعلامیہ کی توثیق کی جس میں پیش گفتار (Preamble) کے علاوہ ۱۱ دفعات شامل ہیں۔

یہاں دو اصطلاحات، قرارداد (Convention) اور ناروائی (بھید بھاؤ) (Discrimination) کی مختصر تشریح کرنا ضروری ہے۔

قرارداد (Convention) سے ایک عالمی معاہدہ مراد ہے جس پر دو یا اس سے زائد ممالک نے دستخط کئے ہوں۔ اس طرح کے معاہدے یا تو عالمی حقوق سے متعلق عام اصولوں سے وابستہ ہوتے ہیں یا پھر یہ عالمی روابط سے وابستہ مخصوص معاملات سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے معاہدوں کو بیان کرنے کے لئے قرارداد (Convention) کے علاوہ تطبیق (Accord) یا معاہدہ (Agreement) کے الفاظ بھی مستعمل ہیں۔ ناروائی کے تصریحی مطلب بیان کرنے کے لئے جیسا کہ قرارداد میں اس کو مندرج کیا جاتا ہے، نہ یہ کہ صرف ناروائی (بھید بھاؤ) اور صریحی تفاوت کو کالعدم قرار دینے پر زور دیا جاتا ہے بلکہ تمام تر برابری کے اصولوں کے تحت مرد اور عورتوں کے عام طرز معاشرت کی اس طرح حمایت کی جاتی ہے کہ ان میں ہر طرح کے قدرتی اور بیالوجیکل تفاوت کی اندیکھی ہوتی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ قرارداد مرد و عورت میں کسی طرح کے فرق اور امتیازی

خصوصیات کے، جن کی وجہ سے سماجی کارکردگی، ان کی ذمہ داریوں اور حقوق پر اثر پڑتا ہو، قائل نہیں ہے۔ قرارداد کی دفعہ ا میں اسی طرح کے معنی و مطالب بیان کئے گئے ہیں۔

اس قرارداد میں بہ نسبت اسی طرح کی دوسری یا اس سے قبل کی قراردادوں کے، ناروائی رجھید بھاؤ (Discrimination) کے معنی وسیع تر انداز میں بیان ہوئے ہیں کیونکہ یہ اور باتوں کے علاوہ مواقع کے برابری کے ساتھ (سرکاری اور قانونی طور سے) مہیا کئے جانے اور کام کے (عملاً اور اصلاً) تکمیلہ میں برابری (کے ساتھ سہولتیں مہیا ہونے کو) بھی شامل کرتا ہے۔ دراصل قرارداد میں جس طرح کی مساوات کو بیان کیا گیا ہے، اس کا مفہوم ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق میں ہر معاملہ میں برابری۔ میکسیکو (Mexico) میں ۱۹۷۵ میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس نے پرزور طور پر یہ مانگ کی تھی کہ عورتوں کی منزلت (شناسی) پر ایک کمیٹی کا انعقاد کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس کانفرنس نے اقوام متحدہ سے یہ بھی سفارش کی تھی کہ وہ اس قرارداد کو جو اس وقت اپنے تکملہ کے دفتری مراحل میں تھی، نہ یہ کہ منظور کرے اور اس کا اعادہ کرے بلکہ اسے منطبق بھی کرے۔ اس کے بعد ۱۹۷۷ء میں عورتوں کی منزلت (شناس) کمیٹی نے ایک قرارداد کا خاکہ اقوام متحدہ (UNO) کے جنرل کمیشن کو پیش کیا۔ اس طرح CEDAW نے اقوام متحدہ کی توثیق کی منزل دسمبر ۱۹۷۹ میں پار کر لی اور اس کے بعد ۳ رستمبر ۱۹۸۱ سے اسے منطبق بھی کر دیا گیا۔

پچھلے ۲۵ سالوں میں عورتوں کے حقوق کی محافظت کے سلسلہ میں اقوام متحدہ نے مندرجہ ذیل پانچ جلسے منعقد کئے ہیں تاکہ CEDAW سے متعلق مناسب عالمی پالیسی اور اس کو کاربند کرنے کیلئے ایک مؤثر طریقۂ کار (Strategy) کی ترسیم کی جاسکے۔

۱۔ میکسیکوسٹی (Mexico City) کانفرنس، ۱۹۷۵

۲۔ کوپن ہاگن (Copenhagen) کانفرنس ۱۹۸۰

۳۔ نیروبی (Nairobi) کانفرنس ۱۹۸۵

۴۔ بیجنگ (Beijing) کانفرنس، ۱۹۹۴

۵۔ نیویارک (New York) کانفرنس ۲۰۰۰

حالانکہ اس قرارداد (Convention) کو چند شرائط کے ساتھ منظور کرنا ممنوع قرار نہیں دیا گیا ہے، لیکن اس کی دفعہ ۲۸ کی مد ۲ میں یہ بیان موجود ہے کہ ''موجودہ قرارداد کے مقصد اور مطلب کے

برخلاف کسی طرح کی بندش کی قطعاً اجازت نہ ہوگی''۔اس طرح حقیقتاً اس قرارداد کی اصل ماہیت کے خلاف سوچنے کی کسی ملک کو اجازت نہیں ہے، چاہے یہ ان کے ملکی اور ثقافتی اقدار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور اسی طرح نہ شرائط اور بندشوں کی تصریح کی۔ اس وقت تک یورپی اورامریکی ممالک سمیت مندرجہ ذیل ممالک نے اس قرارداد میں شمولیت اختیار کر کے اس کا اعادہ کیا ہے:

۱۔ ۱۷ میں سے ۱۴ مسلم ممالک

۲۔ ۵ ایشیائی مسلم ممالک

۳۔ ۲۱ میں سے ۹ مسلم ممالک

صدا و سیما ایران کے مرکز برائے اسلامی تحقیق کے بموجب یہ قرارداد مذہبی اصولوں سے ۴۰ سے زائد نکات میں اور ایران کے داخلی قانون سے ۷۰ نکات میں تضاد کی حامل ہے۔

ایرانی حکومت کی کمیٹی نے نشاندہی کی ہے کہ دراصل یہ قرارداد ان نکات کے علاوہ بھی، جن کو بیان کیا گیا ہے، اور بہت سے دوسرے نکات میں بھی تضاد کی حامل ہے۔خود اس کی **دفعہ ۱** اسلامی دستور، قانون سزا اور دوسرے قوانین سے ۹۰ نکات میں تضاد کی حامل ہے۔ اسی لئے اسلامی جمہوریہ ایران کے فقیہہ امام خمینی اور دوسرے مراجع نے اس قرارداد میں شمولیت سے منع کیا ہے۔ حالانکہ جن ممالک نے اسے منظور کرلیا ہے، وہ اس کے حق میں متعدد باتیں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس قرارداد کا اعادہ کرکے بین الاقوامی دباؤ اور اتہام سے بچا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ خود متعدد مغربی خواتین نے اس قرارداد میں کمیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار عورتوں کے مختلف مسائل کو غیر صحتمندانہ طور پر حل کرنے کے طریقۂ کار کی نشاندہی کرکے، کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا ثبوت ایک غیر سرکاری امریکی عورتوں کی تنظیم جسے امریکی مدرس آرگنائزیشن (American Mothers Organisation) کہا جاتا ہے، کا وہ مضمون ہے جسے اس نے اپنی ویب سائٹ (شبکہ) (WWW.amiracan mothers.org/CEDAW.hotmail) پر نشر کیا ہے۔ ان کے اعتراضات کا ایک حصہ اس طرح ہے کہ ''امریکیوں کو آگاہ ہوجانا چاہئے کہ ماں بننے، مذہب اور ملکی سالمیت پر خطرہ خود ان کے گھروں تک آن پہنچا ہے''۔

اب اس قرارداد کی مخالفت میں بیان کئے گئے اہم نکات کو واضح کیا جائے گا اور پھر کنونشن کمیٹی کی رپورٹ میں سے اقتباسات اور ان کی گواہی اور قرارداد کو نہ اپنانے کے وجوہات ثبوت کے طور پر

پیش کئے جائیں گے۔

ا۔سیاسی ماہرین کا خیال ہے کہ یہ قرارداد (دراصل) ان ممالک پر حکمرانی کے مانند ہوگی، جو اس پر دستخط کریں گے۔ عام طور پر ممالک کسی بھی قرارداد میں شمولیت سے اس وقت تک بچتے ہیں جب تک اس میں شمولیت کی وجہ سے واضح طور پر فوائد نظر نہ آئیں۔

۲۔ یہ قرارداد علاقائی، ثقافتی اور مذہبی فرق کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتی اور یہ کہ یہ قرارداد مرتب شدہ اپنے رہنما فلسفہ کو دوسری ثقافتوں پر، اسے ایک اعلیٰ نمونہ بتا کر، تھوپنا چاہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں نہ یہ کہ اس قرارداد کے مضامین ایک (غیر مشروط) عالمی ہم آہنگی پیش کرتے ہیں، جو خود اب مائل بہ تنزل ہے یعنی صنفِ نازک کی روش (دراصل دوسری پیڑھی کی صنف نازک کی روش) جو موجودہ دور میں خود صنف نازک کے طرفداروں کے ہاتھوں نشانہ پر ہے۔

۳۔ اس قرارداد کے توسط سے عورتوں کے سماجی حقوق کو بہتر بنانے میں خود مقامی توقعات اور آداب و رسوم کو اس قرارداد کے مقاصد اور آرزوؤں کے حاشیہ پر لاکر کھڑا کردینے کے مترادف ہوگا۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''اگر کسی ملک میں خاندان کی اکائی کو مضبوط بنانا اولین مقصد کا حامل ہو تو دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ یہ اولیت قرارداد کے حاکمانہ جذبہ یعنی جنسی رول کو کالعدم قرار دینے سے ٹکرائے گا''

۴۔ اس قرارداد میں بہت سی ایسی متضاد باتیں ہیں کہ جن کی روک تھام کے لئے کسی مشینری کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے مثلاً ایک طرف تو خاندان کی اہمیت پر زور دیا جائے اور دوسری طرف ایک جوڑے کے مابین قانونی حقوق کو کالعدم قرار دے دیا جائے۔ اس طرح تضاد کی یہ ایک واضح مثال ہے۔

۵۔ اس قرارداد کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ بہ اعتبار جنسیت اقدامات اور علامات کو کالعدم قرار دیا جائے۔ جب ہم اس بات کو حقوق اور مختلف ممالک کے قانون پر منطبق کرتے ہیں تو ابہام سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ مثلاً یہ واضح نہیں ہوتا ہے کہ کیا بیوی کو نفقہ دینا یا اس کا مہر ادا کرنا جنسی اقدام کے مترادف ہے؟ اس سوال کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرارداد کی موثر روح کا مطلب دراصل عورتوں کے خلاف ناروائی/بھید بھاؤ کو ختم کرنے سے وابستہ ہے، جس کا ٹکراؤ عورتوں کو خاص

مراعات دینے سے نہیں ہے۔ اس بیان کے ذیل میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ

الف۔ خاص مراعات کے عوض میں کسی خاص ذمہ داری کو نبھائے بغیر سماجی اداروں کے اعتدال کو درہم برہم کر دیتا ہے۔

ب۔ ایک اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کون سی باتیں ہیں جو ناروائی رجید بھاؤ میں شامل ہیں؟ اور وہ کون سی باتیں ہیں جو ان میں شامل نہیں ہیں؟ کیونکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ظاہری طور پر عورتوں کے حقوق مردوں کے حقوق کے مقابلہ میں کسی قانون کی رو سے زیادہ احترام کے قابل تھے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسروں کے حقوق کو چھین لیا گیا۔ اس طرح یہ واضح طور پر ناروائی رجید بھاؤ کا معاملہ قرار پاتا ہے۔ لیکن اگر اس صورت سے (حقوق کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ) ذمہ داریوں کو بھی اسی تعداد میں کم کر دیا جائے تو اس طرح دونوں (مرد و عورت) کے مرتبہ میں توازن کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔

۶۔ قرارداد کا ایک مقصد جنسیت کے علامات کو بھی مٹانا ہے اور یہ مقصد اساس جنس اور جنسیت (Gender) میں فرق پر مبنی ہے، جو یہ واضح کرتے ہیں کہ جنس اپنے بایولوجی معنی کا حامل ہے جبکہ جنسیت سے مراد سماجی طور سے تشکیل شدہ عورتوں اور مردوں کے خصوصیات اور طرز معاشرت سے ہے۔ جنسیت سے پیدا ہونے والے فرق کو بدلا جا سکتا ہے۔ ظلم اور ناروائی رجید بھاؤ جو سماجی ہیئت اور طرز معاشرت سے پیدا ہوتے ہیں، عورتوں کی جمعیت پر بھی توڑے جاتے ہیں۔

نسائیت (Feminism) کی دوسری پیڑھی عام طور سے مندرجہ ذیل دعویٰ پیش کرتی ہے:

اول۔ جنس (Sex) اور جنسیت (Gender) میں فرق کو واضح کرنا۔

دوم۔ اس پر زور دینا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ملحق نہیں ہیں لیکن جب جنس اور جنسیت کو علیحدہ کرنے، اور یہ کہ یہ ایک دوسرے سے ملحق نہیں ہیں، کا سوال اٹھتا ہے تو یہ ہرگز ناقابل قبول نہیں ہے کہ عورتوں کی فطرت اور ان کے سماجی دائرہ کار میں کوئی وابستگی نہیں ہے۔

۷۔ قرارداد کا سب سے اہم جز یہ ہے کہ مجموعی طور پر اس کی مرکزیت حقوق کے نکتہ پر مبنی ہے اور یہ کہ وہ حقوق کے سوال کو اہمیت دیتی ہے، یہاں تک کہ مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی عناصر کی اندیکھی بھی کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔ اس کا یہ عنصر دراصل جدیدیت Modernity کی سطح پر مغربی سماجی اقدار سے جڑا ہوا ہے۔ مثال

کے طور پر قرارداد میں جسم فروشی اور ہم جنسی کے متعلق کسی طرح کے موقف کو بیان نہیں کیا گیا ہے۔

۸۔ قرارداد پر نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بیشتر حصوں میں حق اور ذمہ داری میں قانونی ارتباط کا بیان مفقود ہے، اور یہ کہ یہ قرارداد 'حق' کو 'ذمہ داری' پر فوقیت عطا کرتی ہے۔ اس طرح یہ اسلامی برادری اور تیسری دنیا کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایک سازش ہے، ورنہ اس کے کیا معنی ہیں، جبکہ خود مغربی معاشروں میں 'ذمہ داری' کی 'حقوق' پر فوقیت کی بات موجود ہے۔

۹۔ سیکولرزم اور کھلی آزادی (Liberal Freedom) قرارداد کے نظریاتی اساس میں شامل ہیں۔ انھیں کی وجہ سے وہ غلط اور ہم جنسوں میں غلط قسم کے تعلقات، ہم جنسی، جسم فروشی (عورت کی رضامندی سے) اور عورتوں کے بازاری استحصال کو جو اشتہارات کی صورت میں رونما ہوتا ہے، برائی نہیں تصور کرتی ہے۔ جبکہ وہ (قرارداد) دوسرے مذہب والوں کے ساتھ شادی کرنے کی ممانعت، اسقاط حمل کی مخالفت کے لئے اور عورت کے شہریت حاصل کرنے کی غرض اس کے شوہر کے ساتھ منسلک کرنے کی مذمت کرتی ہے اور انھیں رد کرتی ہے۔

۱۰۔ مندرجہ بالا تنقیدوں کے علاوہ، اور قرارداد کے نظریاتی اساس کے مسائل سے قطع نظر، ایک نکتہ اور بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرارداد میں موجود مضامین اور ایران کے داخلی قانون کے مابین تضاد ہے، جن پر قرارداد کو قبول کرنے سے قبل غور وخوض کرنا اشد ضروری ہے۔

۱۱۔ بہرحال اسلامی جمہوریہ ایران اس قرارداد سے اپنی وابستگی دو صورتوں میں کرسکتا ہے:

الف۔ اس اعلامیہ اور شرط کے ساتھ کہ قرارداد کی دفعات کو اُس وقت تک اور وہیں تک لاگو کیا جاسکتا ہے جب تک اور جب تک وہ پاک مذہب کے اصولوں سے نہ ٹکرائیں۔

ب۔ قرارداد کو یہ کہہ کر منظور کرنا کہ وہ شرائط کے تابع رہے گی، حالانکہ یہاں پر یہ بھی کہہ دینا مناسب ہوگا کہ اس صورت میں بے شمار شرائط کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ قرارداد کے بیشتر مواد میں تضاد کی صورت موجود ہے۔

لیکن اس طرح مندرجہ ذیل مسائل ابھر کر سامنے آئیں گے:

۱۔ قرارداد کی دفعہ ۲۸ کی رو سے بیان کی گئی مندرجہ بالا دونوں شرائط قرارداد کے رہنما اصولوں کی روشنی میں قابل قبول نہ ہوں گی۔

۲۔ جیسے کہ CEDAW کی مدیری کمیٹی آج کل اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ (قرارداد میں شامل ہونے کے لئے) تمام شرائط کو کالعدم قرار دے دیا جائے۔

۳۔ CEDAW کی مدیری کمیٹی نے ابھی تک تمام شرائط کو کالعدم قرار نہیں دیا ہے، مگر چند ممبر ممالک نے قرارداد کی ان شرائط پر اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے خاص کر مندرجہ بالا دو شرائط پر، اور ہر اس ملک پر جو احتیاط کا اظہار کرتا اور شرائط لگاتا ہے۔

۱۲۔ قرارداد اپنی وقعت کھو بیٹھی ہے کیونکہ اسکے وجود کے بیس سال بعد بھی وہ تمام ممالک جنھوں نے اسے اپنایا ہے، یہ اعلان کرنے سے قاصر ہیں کہ عورتوں کے خلاف ان میں کسی طرح کی ناروائی ظہور پذیر نہیں ہوتی ہے، یہاں تک کہ خود امریکہ بھی جس نے اس قرارداد کو یہ کہہ کر اپنانے سے منع کر دیا کہ اس کے اپنے قوانین اس قرارداد سے کہیں بہتر اور ترقی پذیر ہیں، اور وہاں عورتیں اچھے اور صحیح مقام پر فائز ہیں۔

۱۳۔ اسلامی طور سے حقوق (ذمہ داری کے) تابع ہیں۔ جبکہ قرارداد پر مساط طرز ''یکساں حقوق'' کی صورت پیش کرتا ہے۔ (قرارداد کا) یہ وہ طرز ہے کہ اگر اس پر عمل پیرا ہوا جائے تو خاندان کے ڈھانچہ پر ایک ضرب کاری لگتی ہے، تاخیر سے شادی کرنے اور ایک میاں اور بیوی کے منصب سے منھ موڑ کر اوایل عمری ہی میں ناجائز جنسی تعلقات کی صورت ہمارے سامنے آتی ہے۔

۱۴۔ ایک اہم نکتہ جسے اس قرارداد کے واسطہ سے واضح کرنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی عالمی قرارداد ہے کہ جس کی ہر ہر دفعہ اور اس میں موجود باتوں سے شاید ہی کوئی ملک ہوگا جو اتفاق کرتا ہو۔

اس طرح یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر اس قرارداد کو جس کا اطلاق دنیا کے تمام ممالک پر یکساں طور پر نہیں کیا جاسکتا ہے، عالمی قرارداد کہہ کر لاگو کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہیں؟ اور یہ دعوی کرنا کیسے ممکن ہے کہ بہت جلد اس قرارداد کو ایک عالمی معیار کی صورت میں ماننا لازمی ہو جائے گا!

۱۵۔ اس قرارداد کی ایک بات یہ بھی ہے کہ کچھ بین الاقوامی قراردادوں کی طرح اس میں بھی بنیادی اصطلاحات جیسے ناروائی، جنسی کار وغیرہ موجود ہیں مگر ان الفاظ کو نظریاتی سطح پر واضح نہیں کیا گیا ہے، اس لئے کسی ایسی قرارداد پر، جو مبہم نکات رکھتی ہو، دستخط کرنا ایک جہالت کا کام ہوگا۔ البتہ یہاں پر یہ کہا جاسکتا

ہے کہ ان تصورات کے نظریاتی بیان و وضاحت بین الاقوامی قراردادوں اور مغربی معاشروں کے رہنما اصولوں میں موجود ہیں، لیکن ان کی توضیحات جو ان کے کچھ طرفدار اس قرارداد کو صحیح قرار دینے کے لئے اور اس کی وسعت کو بڑھانے کے لئے کرتے ہیں، جیسے کہ خود قرار داد میں ابہام ہے، صحیح نہیں ہے۔

دستاویزات (Documents)

حالانکہ انسانی حقوق کا بین الاقوامی اعلامیہ (۱۹۴۸) کھل کر خاندان کی تنظیم اور مادریت (Motherhood) کا دفاع (اپنی دفعہ ۵ مد ۳) میں کرتا ہے، مگر اس قرارداد نے اپنے ممبر ممالک کی سرزنش یہ کہہ کر کی ہے:

ایک کمیٹی نے بیلورس (Belarus) کو خط لکھ کر جنس پر مبنی شادیوں کے تسلسل پر اظہار تشویش کیا اور مدر ڈے (یومِ مادر) اور مدر پرائز (Mother Prize) پر بھی جن کے انعقاد سے یہ سمجھا جائے گا کہ اقوام متحدہ عورتوں کے روایتی کردار کی ہمت افزائی کر رہا ہے۔ اسکے علاوہ اپنے ایک خط میں کمیٹی نے جمہوریہ Czech میں ان بڑھتے ہوئے اقدامات پر اظہار تشویش کیا کہ جن کی وجہ سے حمل اور مادریت کو بڑھاوا مل رہا ہے۔

حقوق انسانی کے بین الاقوامی اعلامیہ (۱۹۴۸)، اقوام متحدہ کی قرارداد (۱۹۴۵) اور بین الاقوامی قرارداد برائے سماجی اور سیاسی حقوق (۱۹۷۶) میں مذہبی ناروائی کے خلاف یہ موجود ہے کہ نسل، جنس، زبان اور مذہب کا خیال کیئے بغیر سب کو بنیادی حقوق عطا کئے گئے ہیں۔ (دفعات ۱۔۳ قرارداد اقوام متحدہ)

ہر شخص کو خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق ہے (حقوق انسانی کا عالمی اعلامیہ دفعہ ۲۰)

والدین کی آزادی کی عزت و تکریم تا کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق (اپنے بچوں کو) مذہبی اور اخلاقی تعلیم دلواسکیں (مدنی اور سیاسی حقوق کا اعلامیہ دفعات ۴۔۱۸) (International Convention of Civil and Political Rights, Articles 4-18)۔ لاکھوں مرد اور عورتوں کی زندگی میں مذہب، روحانیت اور عقیدہ کے کلیدی رول (کردار) کا سرکاری طور پر اعتراف کیا جاتا ہے (بیجنگ کانفرنس مئی ۱۹۹۸)

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں ۱۹۸۱ کی قرارداد میں مذہب کے رول پر حملہ اس طرح کیا گیا ہے کہ '' قرارداد کے قطعیت کے ساتھ بیان کا اثر سرقبیلی اداروں جیسے مذہب پر ہوسکتا ہے۔''

''کسی شخص یا ادارہ کے ذریعہ عورتوں کے خلاف کی جانے والی ناروائی کو ختم کرنے کے لئے ہر طرح کے اقدامات کو اپنانا (قرارداد، دفعہ ۲ مد ''ڈ'')

''ہر طرح کے ضروری اقدامات جیسے قانون میں ترمیم کرنا یا کسی قانون، رسم و رواج اور معمولات کو، جن سے عورتوں کے ساتھ ناروائی رونما ہو، منسوخ کرنا (قرارداد، دفعہ ۲ مد ۵)

اپنے ایک خط میں ناروے (Norway) کی حکومت سے کمیٹی نے یہ کہا کہ ''کمیٹی بعض مذہبی گروہوں کو مساوی حقوق کے قانونوں سے باہر قرار دیئے جانے کے خدشہ پر اظہار تشویش کرتی ہے۔ (اور) ناروے کی حکومت سے یہ استدعا کرتی ہے کہ وہ اپنے قوانین اور حقوق میں مساوات کو بروئے کار لانے کے لئے ترمیمات کرے تا کہ مذہب کی بنیاد پر حقوق کے سلب کئے جانے کا سد باب ہو سکے۔'' (قرارداد، ۱۹۹۵، ۱۹۹۸)

اسی طرح اپنے ایک خط میں کمیٹی نے پیرو (Peru) کی حکومت کو یہ لکھ بھیجا کہ ''کمیٹی اپنے اس خدشہ کا اظہار کرتی ہے کہ بعض بیس سال سے کم عمر کی لڑکیوں کو خاطر خواہ تعداد میں کنٹراسیپٹیو (Contraceptive) نہیں مل پا رہے ہیں۔'' (قرارداد ۹۸۔۱۹۹۵)

اقوام متحدہ (UNO) کی ۱۹۴۵ کی قرارداد کے ذریعہ قومی حاکمیت کا دفاع یہ کہہ کر کیا گیا کہ ''یو۔این۔او۔ (اقوام متحدہ) کا ادارہ اور اس کے تمام رکن کے حق حاکمیت مساوات کے اصول پر مبنی ہیں۔'' (قرارداد، دفعات ۱ اور ۲ (۷))

قرارداد کا مختلف ممالک میں قومی فرمانروائی پر حملہ

حکومت آئرلینڈ (Ireland) کو ایک خط اس استدعا کے ساتھ کہ وہ جنسی تعلیم پر قائم و دائم رہے، فقط دانشکدہ قانون کے برنامہ درس کی رو سے لازمی طور پر ہی نہیں بلکہ قانونی ماہرین اور ججوں کی مسلسل تعلیم کے حصہ کے طور پر بھی۔

''حکومت جرمنی کو ایک خط میں کمیٹی نے لکھ بھیجا کہ ''کمیٹی اپنی اس تشویش کا اظہار کرتی ہے کہ طوائفوں کو ٹیکس ادا کرنے پر تو مجبور کیا جاتا ہے مگر انھیں قانونی محافظت اور اجتماعی نگہداشت حاصل نہیں ہے۔ کمیٹی حکومت پر یہ ذمہ داری بھی عائد کرتی ہے کہ وہ اپنے قانون، پالیسی اور تعلیمی کتابوں

پر، جنسی نا روائی والے علامات اور اظہارات کو کالعدم قرار دینے کے لئے، نظر ثانی کرے تا کہ عورتوں اور لڑکیوں کے ذرائع ابلاغ کی اس ضمن میں ہمت افزائی ہو۔''

''ان ترقی پذیر ممالک میں جہاں قرارداد کی بعض سفارشات کو اب تک بروئے کار نہیں لایا گیا ہے، انھیں عالمی بینک (World Bank) سے قرض حاصل کرنے سے روکنے کے لئے دباؤ بنایا جائے۔'' ان باتوں کے علاوہ عالمی ٹریبونل (International Tribunal) بھی جس کی حال ہی میں تشکیل ہوئی ہے، ملکی سالمیت کے لئے نئے نئے سوال کھڑے کر رہی ہے۔

یہاں یہ خیال رہے کہ قرارداد کی توثیق کرنے یا اس میں شمولیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ، امریکہ کے لئے قانونی اور دوسرے طریقوں سے دستخط کرنے اور قرارداد میں شمولیت اختیار کرنے والے ممالک کی ملکی سالمیت اور ان کی ثقافت پر سوال کھڑے کرنے کی راہ ہموار ہو جائے گی کیونکہ ان ممالک کو ہر چار سال کے بعد ایک رپورٹ دینا ہوگی جس میں قرارداد کے بروئے کار لائے جانے والے رہنما اصولوں پر کی گئی پابندی کا ذکر کرنا ہوگا۔ یہ کمیٹی دستخط کرنے والے ممالک کو مسئول اور ان کے لئے قرارداد کی پابندی کو لازمی قرار دیتی ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر یہ خدشہ ہے کہ مذکورہ کمیٹی ذاتی اور ثقافتی معاملات میں دباؤ ڈالنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور سیاسی معاملات میں دخل اندازی بھی کرسکتی ہے۔ سب سے بڑھ کر تو خود اس عالمی ادارہ کا وجود ہے جو داخلی، ثقافتی اور سیاسی معاملات میں دوسرے ممالک پر اپنے کو اور اپنے نظریات کو تھوپ رہی ہے۔

اس نکتہ پر مزید اطلاعات کے لئے اور کمیٹی کے حالیہ مباحث کے لئے ملاحظہ ہو شبکہ www.unrehrchltbsldo.co.net.(Website) - مندرجہ بالا باتوں کے علاوہ قرارداد کے مندرجات کو بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جن میں شامل ہیں: عصمت فروشی، مادریت، اسقاط حمل، ضمیر کے خلاف احتجاج، لازمی جنسی تعلیم اور کنٹرا سیپٹیو (contraceptive) برائے ضبط حمل، تعلیم اطفال، صنف نازک کے مطالبات کی تشہیر، باوجود ازدواج دوسروں سے روابط کی ہمت افزائی، خاندانی معاملات میں دخل اندازی، دستور اور ملکی قوانین میں ترمیم، شرائط اور حالات سے چھٹکارا پانے کے لئے دباؤ بنانا اور حاملہ عورتوں کی امداد اور دیکھ بھال میں کمی کرنا۔

جب ہم اوپر بیان کئے گئے نکات پر اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہر اس ملک کو جو اس عالمی

قرارداد میں شمولیت اختیار کرنا چاہتا ہے، اس کی تصویب (Ratification) اصل قانونی فرمانروا کے ہاتھوں کرنا ہوگی، تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قرارداد میں شامل ہونے والے ملک کو ہر عالمی قرارداد کی طرح اس قرارداد کے اصولوں پر لازمی طور پر کاربند ہونا پڑے گا۔ (یہاں یہ بات بھی بیان کردینا ضروری ہے کہ) یہ شامل شدہ ملک نہ تو قرارداد میں کوئی تبدیلی لاسکتا ہے اور نہ اس میں کوئی اصلاح کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ قرارداد کی دفعہ ۲۸ کی مد ۲ کی رو سے کسی طرح کی کوئی شرط بوقت شمولیت عائدنہیں کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح قرارداد پر دستخط کرنے والے ممالک قرارداد کے مندرجات اور اپنے طرز زندگی، روایات، رسم و رواج، مذہب، خاندانی روابط اور ملکی سالمیت کے مابین تصادم میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کے اصول و ضوابط کے مدنظر کیا دنیا کے سو کروڑ سے بھی زیادہ مسلمانوں کوخود اپنی قرارداد (Convention) مرتب کرنے اور خود اپنا اعلامیہ شائع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے؟